March 21, 1983

نہ لاؤ کبھی یاسن کی گفتگو کہ قرآن میں آیا ہے لا تقنطوا

EDITOR Sohail Akhtar

THE
MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پندرہ روزہ
پیغامبر
اسکاربرو (کینیڈا)
مدیر: سہیل اختر

PERSONNEL
Phone: 416-267-8671.

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH, ONTARIO, CANADA M1D 2Z8

REPRESENTATIVE
F. J. Kowalski,
Phone: 416-922-5258

کیا بھارت، پاکستان پر حملہ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے؟

تحریر: ایم بی سکندر

اندرا گاندھی پاکستان کی ایٹمی تنصیبات تباہ کرنے کے لئے اسرائیل کا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہیں

وطن عزیز کی بدقسمتی ہے اسے ایسے پڑوسی ملے ہیں جو دل ہی دل میں اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ دنیا میں طاقت ور ہو جائے اور ایسے بہانوں کی تلاش میں رہتے ہیں جن کے ہاتھ آ جانے سے ... افغانستان نے ... اقوام متحدہ میں اس کی تخلیق پر اعتراض اٹھایا اور ہمیشہ پاکستان کے دشمنوں کا آلہ کار بنا اور بھارت نے تو اسے صدق دل سے تسلیم ہی نہیں کیا، پاکستان کو دو لخت کرنے کے بعد بھی بھارت کو چین نہیں ملا۔ پاکستان کے ایک اہم علاقے کو دو حصوں سے الگ کر دیا ... پاکستان کے لئے ایک مندمل نہ ہونے والا زخم ہے لیکن پاکستان نے محض امن کی خاطر اسے بھی نظر انداز کر دیا ہے اگرچہ بھارتی قیادت کے دل میں یہ خدشہ مسلسل موجود ہے کہ پاکستانی عوام اس صدمے کو زندگی بھر نہیں بھول سکتے یہی وجہ ہے کہ بھارت، پاکستان سے کئی گنا طاقتور ہونے کے باوجود اس وہم میں مبتلا ہے کہ اس پر کسی وقت بھی پاکستان کی طرف سے حملہ ہو سکتا ہے لیکن مسز اندرا گاندھی کا حالیہ بیان تو سیاسی کاہلی کا ایک بین ثبوت ہے ...

(باقی صفحہ ۲ پر)

حضرت مریمؑ کا مدفن مری میں اور حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ مقبوضہ کشمیر میں دفن ہیں

دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات و اعتقادات کو مجروح کرتے ہوئے صیہونی عناصر نے نام نہاد سائنسی تحقیقات کی آڑ میں اپنی مذموم سرگرمیاں تیز کر دی ہیں۔ اور یہ بات ثابت کرنے کے لئے کوششیں تیز کر دی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر بیت المقدس کے نواح میں نہیں بلکہ وادی کشمیر میں واقع ہے۔ ... صیہونی محققین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو بھارت کے مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر میں اور حضرت مریم علیہا السلام کی قبر پاکستان کے شہر مری میں پہنچا دی ہے ...

مسلمانوں کی طرح بھی ... اور عیسائیوں کے عقیدہ پر بھی حملہ ہے۔

یاد رہے کہ گزشتہ دنوں بھارت ... کے اکثر اخبارات میں ... کی خبریں شائع ہوئی تھیں کہ چند اسرائیلی محققین حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سری نگر میں واقع قبروں کے بارے میں تحقیقات کرنے کی خاطر چوری چھپے مقبوضہ کشمیر پہنچے تھے ...

باقی صفحہ ۲ پر

مسجدِ اقصیٰ کو بم سے اڑانے کی کوشش

جمعہ کی نماز سے پہلے آبی گڑی کے نیچے چھپایا گیا بم برآمد کر لیا گیا

(باقی صفحہ ۲ پر)

جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی ایک نقطے پر متفق ہو گئیں

مبصر کے قلم سے

(باقی صفحہ ۲ پر)

بقیہ: بھارتی منصوبہ

سلووش ہے اور اسی کی تحریک پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے اس لئے مسز گاندھی نے اپنے غم و غصہ کا سب سے پہلا نشانہ پاکستان کو بنایا ہے۔ مسز گاندھی کو اندرونی طور پر آٹھ کروڑ مسلمانوں کے ردِ عمل کا بھی خدشہ ہے۔ چنانچہ اب جبکہ وہ برسرِ اقتدار آ گئی ہیں تو انہوں نے مظلوم مسلمانوں سے خطاب تک گوارا نہ کیا۔ وہ سمجھتی ہیں کہ پاکستان کی فوجی طاقت جس نے ان کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں کے علاوہ انہیں ایشیا کی اسلامی تحریکوں کا مقابلہ بھی کرنا ہے اور اندرونی ملک آٹھ کروڑ مسلمانوں کی اپنی طاقت۔ یہی ہے اسی لئے وہ اب اسرائیل سے پینگیں بڑھا رہی ہیں تاکہ اس پر اس کا الزام نہ آئے۔ اسرائیل کو اس امر کی فکر عربوں کی طاقت میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے ہے اور امریکہ کو اسرائیل کی سلامتی کی وجہ سے یہ بھی عین ممکن ہے کہ روس جز بجز ہو کر اور چڑ کر افغانستان کے راستے بھارت کی شہ پر اسرائیل کو پاکستان کی تنصیبات کو نقصان پہنچانے کی اجازت دے دے۔ ایٹمی ری ایکٹر پورٹ ہے جو کچھ ہوا اور عراق کی تنصیبات کو جس طرح تباہ کیا گیا اس کے پیش نظر اسرائیل کے لئے ایسے منصوبہ کی تکمیل کچھ بعید ممکن نہیں بہرحال مسز گاندھی ہر اس سکیم میں ہاتھ بٹانے پر تیار ہوں گی جس سے پاکستان کی تنصیبات کو نقصان پہنچ سکے، اس معاملے میں امریکہ بھارت اور اسرائیل کے ساتھ ہے۔ اسے اس بات کا رنج ہے کہ پاکستان نے اس بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے، چین کی یقین دہانیوں کے باوجود امریکہ کو یقین نہیں آیا کہ ان دونوں کے درمیان اس بارے میں تعاون موجود نہیں چنانچہ امریکہ کے وزیر خارجہ کو چین سے دھمکیوں کے باوجود اسی طرح مایوس لوٹنا پڑا جس طرح کسنجر پاکستان سے مایوس گئے تھے کسنجر نے جاتے ہی پاکستان کی امداد بند کرا دی تھی۔

امریکی وزیر خارجہ کی واپسی کے ساتھ ہی چین کو بھی ایٹمی ری ایکٹر کی فراہمی بند کر دی گئی ہے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس وقت پاکستان بھارتی حملے کی زد میں ہے اور یہ حملہ آزاد کشمیر کی طرف سے کیا جائے گا جس کے بارے میں مسز گاندھی کے بلاشبہ یہ خیال ہے کہ اسے جارحیت کا الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ ان کے خیال میں مقبوضہ کشمیر میں جب آٹھ بار انتخابات ہو چکے ہیں اور عوام اپنا فیصلہ دے چکے ہیں، آزاد کشمیر کے عوام کو ایک دفعہ بھی اظہار رائے کا موقع نہیں ملا، یہی وجہ ہے کہ شمالی علاقوں کو نمائندگی دینے اور شاہراہ قراقرم کی تعمیر پر بھارت برابر واویلا کرتا رہا ہے، مسئلہ کشمیر کے بارے میں بھارت کا یہ بھی خیال ہے کہ بنگلہ دیش کے قیام سے دو قومی نظریہ ختم ہو چکا ہے اور اب مذہبی نظریات کی بنیاد پر کوئی بھی حکومت قائم نہیں کی جا سکتی اس لئے کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر کشمیر کے معاملات میں پاکستان کی دخل اندازی کا کوئی جواز نہیں اور روس بھی یہی چاہتا ہے اور امریکہ کی بھی یہی مرضی ہے کہ برطانیہ کا دیا ہوا یہ گڑا جو پاکستان اور بھارت کے درمیان مستقل اختلافات اور دشمنی کا باعث ہے کسی طرح نکال کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے، امریکہ کا یہ پروگرام ہے کہ کمیونزم کا مقابلہ کرنے کے لئے بھارت اور پاکستان یک جان ہو جائیں ہی ملکر کام کریں اور ترقی کریں۔ وہ کہتا ہے کہ اگر فرانس اور مغربی جرمنی صدیوں کی دشمنی کو بھلا سکتے ہیں۔ تو بھارت اور پاکستان ایسا کیوں نہیں کر سکتے، امریکہ کے خیال میں بھارت تو اس پر تیار ہے اگر اسے اس علاقے میں بالادست قرار دے دیا جائے، لیکن پاکستان اپنے تشخص اور خاص طور پر اپنی اسلامی انفرادیت کو ترک کرنے پر تیار نہیں، امریکہ اگر اس وقت پاکستان کا ہم نوا ہے تو محض اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ورنہ حقیقت میں اسے پاکستان سے یا اسلام سے کوئی ہمدردی نہیں اس کی ایک اہم وجہ پاک اسرائیل دشمنی بھی ہے، معاہدہ عدم جارحیت کا معاہدہ نہ کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ بھارت ایک بار پھر پاکستان کے علاقے پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا ہے اس کے لئے اسے روس کی بھی پوری حمایت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ روس بھی اس معاہدے کے خلاف ہے یہ جارحیت اب کس طرح واضح شکل اختیار کر رہی ہے اس کی وجوہات مسز گاندھی کا حالیہ بیان اور ترک تعلقات کی موجودہ روش ہے۔

(۳) قارئین نے اخبارات میں آجکل پڑھا ہو گا، کہ خود روس کے اخبارات ان خبروں کو ہوا دے رہے ہیں جو مجاہدین کی کامیابیوں سے متعلق ہیں حالانکہ اس سے قبل ایسا نہ تھا، روس ہمیشہ پاکستان پر شمالی سرحدوں سے مداخلت کا الزام لگاتا رہا ہے اب بھی وہ کہتا ہے کہ پاکستان کے اندر مجاہدین کے سو کیمپ ہیں جہاں سے انہیں گوریلا جنگ کی تربیت دی جاتی ہے اور جدید ہتھیار فراہم کئے جاتے ہیں۔ پاکستان اس الزام کی تردید کرتا رہا ہے اور کہتا رہا ہے کہ غیر جانب دار مبصرین ان کیمپوں کا معائنہ جب چاہیں کر سکتے ہیں۔

مسز گاندھی نے اپنے تازہ بیان میں بھی یہ کہا ہے کہ اگر مجاہدین کو جدید ہتھیاروں کی فراہمی روک دی جائے تو پھر دوسرے اقدامات پر غور کیا جا سکتا ہے، مسٹر کارمل کی حکومت جن چار شرائط پر اصرار کر رہی ہے ان میں سے دو عدم مداخلت کی مقامی اور بین الاقوامی ضمانتوں کے بارے میں ہیں جن پر مذاکرات کرنا پاکستان منظور کر چکا ہے، لیکن حالیہ تبدیلی اور مجاہدین کی طرف سے پہنچائے گئے نقصانات کے اعتراف کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل روس اس بات کا اعتراف ہی نہ کرتا تھا کہ واقعی مجاہدین ان کے خلاف کوئی بڑی کارروائیاں کر کے انہیں نقصان پہنچا رہے ہیں، جس کی وجہ سے اس کا مجاہدین کو بھیجنے اور تربیت دینے کے الزام کا وزن کم ہو جاتا تھا۔ اب ان نقصانات کا بار بار اعتراف کر کے وہ سرگرم تعاقب کے لئے مزید جواز پیدا کرنا چاہتا ہے، اور اب کوئی دن جاتا ہے کہ روس کی طرف سے پاکستان کی سرحدوں کے اندر چھیڑ چھاڑ اور اس کے بعد حملے ہونے شروع ہو جائیں گے ممکن ہے یہ عمل بیک وقت بھارت کی طرف سے بھی شروع ہو، ورنہ روس کے لئے شاہراہ قراقرم پر حملہ کوئی بعید نہیں، حال ہی میں عین کابل میں بجلی کی تنصیبات پر جو حملے ہوئے ہیں اور جن کا ذکر روسی پریس نے کھلے بندوں اور بار بار کیا ہے اس کے بارے میں مجاہدین کے ایک لیڈر نے پشاور سے بیان دیا ہے کہ اس کام کے لئے ۵۰ گوریلوں کا ایک دستہ خاص طور پر بھیجا گیا تھا جس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ایسے مراکز اندرون پاکستان موجود ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ مجاہدین کے بیوی بچے افغانی خیمہ بستیوں میں موجود ہیں اور وہ خود کابل اور روسی فوجوں کے ساتھ مصروف جہاد ہیں یہ مجاہدین باری باری آ جاتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں یہ سب کچھ روس کے علم میں ہے، روس آہستہ آہستہ اور بتدریج پاکستان کے خلاف اپنا کیس بنا رہا ہے، عدم جارحیت کے معاہدے کی تشکیل سے روس اور بھارت کا انکار اب تک اپنی ترجیحات کی بنا پر رہا ہے اور اب جبکہ حالات روس کے قابو سے باہر ہو رہے ہیں اور اس کے لئے وقت کتنی مناسب ہے روس کو اندرون پاکستان گڑبڑ کرنے سے کون روک سکتا ہے پاکستان اس وقت تک یہ کہتا رہا ہے کہ یہ افغانوں کی جنگ آزادی ہے جس میں پاکستان بالکل ملوث نہیں اب کارمل انتظامیہ یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہو گی کہ اس کے یہ اقدامات صرف باغیوں کی سرکوبی کے لئے ہیں اسرائیل اور جنوبی افریقہ اور ایلسلواڈور آجکل ایسی ہی کارروائیوں میں مصروف ہیں اور دنیا ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتی، حتیٰ کہ قرارداد مذمت بھی منظر عام پر نہیں آ سکی۔ روس اور کارمل یہ اقدامات شاید مندرجہ ذیل طریقوں سے کریں۔

(۱) بلوچستان اور سرحد میں مقامی گڑبڑ، سرحد میں یہ گڑبڑ شروع ہو چکی ہے، مجاہدین کے دو لیڈر شہر کے بیچوں بیچ ایک ہوٹل میں مارے جا چکے ہیں، یہ واقعہ عبدالرحمٰن شرماک کی آمد پاکستان کے بعد وقوع میں آیا جو مجاہدین کے بہت ہمدرد بنتے ہیں خیال یہ ہے کہ کابل سے جتنے بڑے بڑے افسر بھاگ کر پاکستان آئے ہیں وہ سب جاسوس ہیں وہ پاکستان میں کارمل کے خلاف بیانات دے کر حکومت کو خوش کر لیتے ہیں اب ایسے جاسوسوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ شاید ان پر نظر رکھنا مشکل ہو جائے۔

بلوچستان میں پاکستان دشمن طاقتوں کی سرپرستی حمایت کتنے ہی عرصہ سے جاری ہے اب شاید روس کے لئے ان سے کام لینے کا وقت آ گیا ہے ماضی میں ایک بلوچی لیڈر نے کہا تھا کہ ہم افغانستان میں روس کے پاؤں جما لینے کی پندرہ سال کا انتظار کر رہے ہیں بلوچستان میں ترقی کے لئے موجودہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس سے علیحدگی پسندوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا وہ اسے مخالفانہ کا ایک عمل سمجھتے ہیں جو علیحدگی کی صحت پر اثر ڈالے لئے ہی مفید ثابت ہو گا، اسی لئے سہالت خود مختاری کے حامی نعرے لگے بے معنی نہیں بلوچیوں کے نوجوانوں کے خلاف جو بے جا جذبات ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، اگرچہ انہیں کبھی نے بھی فوج میں آنے سے منع نہیں کیا لیکن پھر بھی وہ اسے پنجابیوں کی (DOMINATION) سمجھتے ہیں اب اگرچہ حکومت نے ان کے سر پر، لاکھوں افغان مجاہدین بٹھا دیئے ہیں، لیکن حکومت کے اس عمل سے حالات کے زیادہ خراب ہونے کا خطرہ ہے۔..........!

بھارت کی طرف سے گڑبڑ کرانے کی سکیم: جب تک روسی فوجوں کے انخلاء کے لئے بھارت پاکستان کا پورا پورا ساتھ نہیں دیتا اس وقت تک برصغیر کو روسی خطرے سے نجات نہ مل سکے گی، افسوس کہ مسز گاندھی مخلص پاکستان دشمنی کے جوش میں اس چیز کو نظر انداز کر رہی ہیں مغرب سے آنے والا کوئی بھی حملہ آور صرف لاہور تک نہیں رکے گا اس کی منزل دہلی اور اس سے دور رہی ہے۔ آنجہانی نہرو گاندھی نے پاکستان کو بتایا تھا کہ اب تو شاید کچھ دن روس کا مقابلہ کر بھی لیں، اگر روس آگے بڑھا تو ہمیں شاید اس کے استقبال کے لئے آرائشی دروازے لگانے پڑیں۔ ان کا مطلب تھا کہ بھارت میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو روس کی آمد کے خواہاں ہیں، امریکہ اور مغرب بھی اس چیز کو نظر انداز کرتے رہے ہیں ان کی بھارت اور پاکستان کے بارے میں الگ الگ حکمت عملیاں رہی ہیں، اس کی وجہ بھی بالادستی کی مسز گاندھی کی خواہش رہی ہے پاکستان نے افغانستان پر روس کے حملے کے وقت ہی مسز گاندھی سے متحدہ اس کا مقابلہ کرنے کی درخواست کی تھی لیکن اس وقت کے وزیر اعظم کے روس کے خلاف بیان کے باوجود مسز گاندھی نے برسراقتدار آتے ہی پالیسی بدل دی، مسز گاندھی کا حالیہ کر مکرنی بھی اسی سلسلے کی ایک قسط ہے، وہ اب ایک ایسی روش اختیار کرنے لگی ہیں جس میں پاکستان کا تو نقصان ہے ہی ان کا اپنا بھی بھلا نہ ہو گا اور آنے والی نسلیں شاید ان کے اس کارنامے کو یاد کریں کہ ہماری قیادت پاکستان کو حاصل کرتے کرتے اپنا ملک بھی گنوا بیٹھی۔

بقیہ: مسجد اقصیٰ

انہوں نے طلباء کو باہر نکال دیا۔ اور پتھراؤ کرنے والوں کی تلاش شروع کر دی، دریں اثناء اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر کوئیار نے مقبوضہ مغربی کنارے پر فلسطینیوں، اور یہودیوں کے درمیان تیز رفتار کشیدگی کا اظہار کیا ہے۔ نیویارک میں جاری ہونے والے بیان میں انہوں نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کا احترام کرنے کی درخواست کی۔

بقیہ: جماعت اسلامی

نے ہی پیش کیا ہے تو بھی ہمارے خیال میں میاں طفیل محمد صاحب کو اس کے اس طرح لتے نہیں لینے چاہیئے تھے، کیونکہ خود میاں صاحب ماضی میں ایسی صورت حال سے دوچار رہے ہیں، یحییٰ خان کے عہد میں جب آئین سازی کی بات چل رہی تھی تو میاں صاحب نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا تھا اور اسے اسلامی قدروں سے ہم آہنگ بتایا تھا اگر یحییٰ خان کی توصیف میں میاں صاحب اتنی دور جا سکتے ہیں تو ایک سیاسی جماعت یا سیاسی رہنما کے تجویز کردہ فارمولے کو فرد واحد کے دروازے سے حکومت حاصل کرنے کی کوشش سے تعبیر کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ ہمارے خیال میں پاکستان کے ہر شہری کا حق ہے کہ وہ اپنے وطن عزیز کے اصلاح احوال کے لئے فکری و جسمانی کاوشوں کو بروئے کار لائے۔ ایسی کوششوں سے اختلاف تو ممکن ہے مگر انہیں چور دروازے سے تعبیر کرنا مناسب حال نہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ ایک مختصر بیان کی بنیاد پر ہمیں تفصیلی تبصرہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کیا ہم جماعت اسلامی کے دشمن ہیں؟ نہیں ایسا کوئی معاملہ نہیں۔ ہمیں پاکستان کے سارے لوگ سارے رہنما اور ان کی ساری جماعتیں عزیز بہت عزیز ہیں۔ ان کا پاکستانی ہونا ہمارے احترام کا سب سے بڑا موجب ہے، ایک چھوٹے سے بیان پر اس تبصرہ آرائی کا محرک یہ امر ہے کہ جماعت اسلامی پاکستان کی ایک اہم ترین سیاسی جماعت ہے، اور تنظیم و نظم و ضبط کے اعتبار سے بلاشک و شبہ پاکستان کی واحد اور اعلیٰ سیاسی تنظیم ہے جس کے مقابلے کی کوئی دوسری بڑی سے بڑی پاکستانی سیاسی جماعت دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اس قدر منظم سیاسی جماعت کے رہنما جب حقائق کے برعکس بیان دیتے ہیں تو اس سے حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں جمہوری ماحول کے احیاء کی کوششوں کو زبردست دھچکا پہنچتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جماعت اسلامی اور پی پی پی جیسی دو بڑی سیاسی تنظیمیں ماضی کی تلخیوں کو پس پشت ڈال کر کم از کم متفقہ نکات پر متحد ہوں۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ فاصلے مزید بڑھتے جا رہے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا اس طرح سیاسی جماعتیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکیں گی۔

ہم نہایت خلوص نیت سے اپنے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنی ماضی کی تلخیوں اور حال کے فروعی جھگڑوں کو بھول کر ملک میں جمہوری قدروں کے فروغ کے لئے اتحاد کریں۔ جیسا کہ ہم اکثر کہہ چکے کہ منتشر، غیر منظم اور باہم دست و گریبان سیاسی جماعتوں کو اقتدار منتقل کرنے سے توبہ ہے۔ ایم آر ڈی کی دوسری سالگرہ کے موقع پر کراچی میں جو ہلڑ بازی ہوئی اس سے زیادہ شرمناک واقعہ کیا ہو سکتا ہے۔

بقیہ
حضرت مریمؑ کا مدفن

لی گئی اور وہ بھی غائب [illegible] نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی [illegible] موجود ہے اور ایک پتھر آج بھی وہاں موجود ہے [illegible] گیارہ آدمی [illegible]

شاکر کا کار کادوز گرین کے چھ ادیرا ٹھے لگنگ مزید برآں شری رتاپ سنگھ میوزیم واقع سرینگر میں ایک ایسا کتبہ بھی موجود ہے جس پر درج شدہ عبرانی عبارت کے مطابق کشمیر میں زمانہ قدیم سے یہودی آبادی کا پتہ چلتا ہے۔ مذکورہ بالا اطالوی صحافی کا دعویٰ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم سے ہجرت کر کے ایران اور افغانستان کے بعد پاکستان کے شہر مری کے راستے وادی کشمیر میں داخل ہوئے تھے جس کا ثبوت یہ ہے کہ آج بھی مری کے گرد و نواح میں "پنڈی پوائنٹ" (وادی عیسیٰ) اور ایلیسی مقام (آرامگاہ عیسیٰ) سے منسلک مقامات موجود ہیں۔ یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرقد سرینگر میں مزار درگاہ حضرت بل کے ساتھ واقع دو منزلہ عمارت کے نیچے قصائیوں درزیوں اور نانبائیوں کے دو کانوں کے دائیں طرف واقع ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے سرہانے ایک بے نام کتبہ بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں وہاں ایک ایسا سنگیم پتھر بھی لایا گیا ہے جس پر حضرت عیسیٰ مصلوب ہوتے وقت پاؤں کے نشان ابھی تک پائے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا اطالوی صحافی کے مطابق مری شہر کی وجہ تسمیہ بھی حضرت مریم علیہ السلام کی مناسبت سے ہے۔ کیونکہ وہاں آج بھی مائی دی استھان نام سے ایک زیارت موجود ہے مقام حیرت ہے کہ اطالوی صحافی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبروں کی وادی کشمیر میں موجودگی کے بارے میں یہ مضحکہ خیز دلیل بھی دی ہے کہ آج بھی وہاں یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے ناموں پر دوکانوں کے سائن بورڈ دیکھے جا سکتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ نے یروشلم سے ہجرت کرنے کے بعد اپنا نام تبدیل کر لیا تھا اور یوحنا آصف رکھ لیا تھا جس کا حوالہ کشمیر کے ایک پرانے تذکرہ نویس سید نادر نے بعض قدیم کتبوں کی بنا پر دیا ہے۔ اطالوی جرنلسٹ نے ایرانی اور افغانی تواریخ میں یوحنا آصف کے بار بار تذکروں کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یوحنا آصف دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے رومی بادشاہوں کے ظلم و تشدد سے بچنے کی خاطر اپنا نام مشرقی ماحول کے مطابق تبدیل کر لیا تھا۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی آپ کی خدمت

میں کوشاں

تازہ حلال گوشت ۔ تازہ حلال مرغیاں

ہر قسم کی اعلیٰ گروسری ۔ تازہ سبزیاں

ہر قسم کی کھانے پینے کی اشیاء مثلاً آٹا، چاول دالیں لذیذ اور عمدہ مصالحہ جات، تازہ سبزیاں اور دوسرا سامان حاصل کرنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کر کے وقت اور پیسہ بچایئے۔

بہترین اور فوری سروس دیانتداری ہماری اہم خصوصیات ہیں

HOUSE OF HALAL MEAT

803 Danforth Avenue

Toronto, Ontario

Please Call ISMAIL At

461-2839

پیغامبر
THE MESSENGER
Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR
جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن / کسی جمشید کا ساغر نہیں ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخابات کی بشارت

پاکستان میں عام انتخابات کا مطالبہ دن بدن شدت اختیار کرتا جا رہا ہے ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں، ہر مکتب فکر کے دانشوروں اور عوام الناس نے گذشتہ ساڑھے پانچ سال کے دوران جنرل ضیاء الحق کے عام انتخابات کرانے کے تمام وعدوں پر خلوص نیت سے اعتماد کیا۔ صدر ضیاء نے بھی کئی بار عہد کیا ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ ایک دن بھی برسراقتدار نہیں رہیں گے اب انہوں نے ۱۹۸۳ء کو بلدیاتی انتخابات کا سال قرار دے دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عوام کے ذہن میں یہ سوال بھی ابھرتا ہے کہ وہ کون سے سال کو عام انتخابات کا سال قرار دیں گے۔

عام انتخابات کے بارے میں جنرل ضیاء الحق کا موقف ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ قوم سے عام انتخابات کرانے کا وعدہ کیا۔ لیکن بعض سیاستدانوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ انتخابات نہ کرائیں۔ اس لئے انہوں نے عام انتخابات نہیں کرائے۔ بلدیاتی انتخابات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستانی عوام بہترین صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اور وہ اپنے ووٹوں کے ذریعے صوبائی اور قومی سطح پر بھی ایک اچھی قیادت کو برسراقتدار لا سکتے ہیں۔ ہماری رائے میں ایسے باشعور عوام اور ایسی بیدار قوم کو عام انتخابات سے زیادہ عرصہ تک دور رکھنا قرین انصاف نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی عوام جب دوسرے ممالک میں انتہائی ناسازگار حالات کے باوجود باقاعدگی کے ساتھ عام انتخابات منعقد ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو انہیں اپنی سخت تذلیل ہوتی نظر آتی ہے۔ کیونکہ انتخابات کے بغیر ملک ایک ایسے قید خانے میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کے دروازوں پر بے دردی سے سنگینیں تنے کھڑے ہوں۔ ایک آزاد قوم کی ایسی تصویر کا دنیا کے سامنے پیش کرنا قومی وقار کو قدموں تلے روندنے کے مترادف ہے۔

جنرل ضیاء الحق یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ انہیں عام انتخابات کے وقت کا علم ہے۔ لیکن وہ بتائیں گے نہیں۔ اس صورت حال میں ہم خلوص نیت سے تمام سیاستدانوں، دانشوروں اور عوام الناس کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر خشوع و خضوع سے دعا مانگیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کو ایک بھٹکی ہوئی درماندہ قوم پر ترس آجائے۔ اور وہ کسی کو آئندہ عام انتخابات کی بشارت دے دیں۔

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

"ہمیں یہاں کے مسلمانوں پر اعتبار نہیں کہ یہ ملک کے وفادار ہیں"۔
"انہیں کے بھائی بندوں نے تو پاکستان بنوایا۔ اور ان کی وفاداری پاکستان کے ساتھ ہے"۔
"یہی پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے اور پاکستانی جھنڈا اٹھائے رکھتے ہیں"۔

یہی خلاصہ اور ماحصل ہے۔ ان بے شمار تلخ اور زہریلی تقریروں کا جو مسلمانوں کے خلاف آئے دن ہوتی رہتی ہیں؟ اور یہی ہے ان کی بنیادی فرد جرم؟ تو اول تو یہی کہاں تک مطابق واقعہ ہے کہ ہندی مسلمان کی نئی وفاداری کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ آخر یہ تلقین ان کے سیکڑوں اخبار اور رسالوں میں سے کس کس نے کی ہے؟ ذرا ان کے نام تو ارشاد ہوں اور پاکستانی جھنڈے کہاں اٹھائے گئے ہیں پاکستانی نعرے کب بلند کئے گئے ہیں؟ اس ۲۲، ۲۳ سال کی مدت میں اگر ہزاروں نہیں تو کوئی سو پچاس واقعوں کی ہی مثال پیش کی جائے۔ اس سو فیصدی جھوٹ کے بعد اس سے بھی اہم تر سوال یہ ہے کہ جو لوگ چلے گئے ان کے کسی عمل کی ذمہ داری آخر یہاں رہ جانے والوں پر دنیا کی کس منطق کے مطابق عائد ہوتی ہے؟

گویا اصل قصور یہاں کے مسلمانوں کا یہ ٹھہرا کہ وہ یہاں رہ کیوں گئے! اور یہیں اپنے رہنے، یہیں جینے اور مرنے کو انھوں نے ہجرت پر ترجیح کیوں دی۔ ان سے اگر شکایت کسی کو ہو سکتی ہے۔ اور ان پر غصہ اگر کسی کو آ سکتا ہے تو وہ تو صرف پاکستان ہی والے، البتہ یہ کہہ سکتے ہیں تم نے ہمارے ساتھ غداری اور بے وفائی کی ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے ملک کو ترجیح دی۔ جہاں کا نظام حکومت بہرحال غیر اسلامی ہے اور جہاں کا آئین بہرصورت لادینی کا علمبردار ہے۔ ہندوستان کے معیار اور نقطہ نظر سے تو یہ لوگ صلہ کے مستحق اور قابل داد و تحسین تھے کہ انھوں نے اپنے ماؤں اور بیٹوں کو اپنے بھائیوں اور بہنوں کو پاکستان جاتے دیکھا۔ اور پھر ان کا ساتھ نہ دیا اپنے آبائی ملک سے ذرا جنبش نہ کی! اینٹ سے کام ہے کہ یہیں جمے رہے، چمٹے رہے ایسے وفاداروں بلکہ وفا پرستوں پر تہمت غداری کی لگنا عجائب روزگار میں سے نہیں۔ تو اور کیا ہے! کوئی فرد جرم کسی قوم پر اتنی ڈھیلی کہیں کیوں لگی ہوگی؟

ہلاکت کی ہوشربا تیاریاں ادارہ اقوام متحدہ کے ایک تازہ ترین اور مستند ترین جائزہ کے مطابق اس وقت دنیا میں مختلف حکومتوں کے پاس مختلف قسم کے انتہائی ہلاکت زا نیوکلیر اسلحہ کے جو ذخائر ہیں۔ ان کی پوری تعداد اور ان کے وزن کا اجمالی اور ہوش اڑا دینے والا اندازہ صرف اس امر سے کیجئے کہ کرۂ ارض پر بسنے والے ہر انسان کے لیے تین ٹن وزن کا جدید ترین سامان ہلاکت (ہیروشیما و ناگاساکی پر پھینکے جانے والے بموں سے کہیں زیادہ مہلک بموں اور دوسرے نیوکلیر اسلحہ کی شکل میں) اس وقت موجود ہیں اور کسی وقت بھی ان کا استعمال بغیر کسی پیشگی وارننگ یا انتباہ کے ہو سکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں معمورہ عالم کے بہت بڑے حصہ کی آبادی چشم زدن میں ہست سے نیست ہو سکتی ہے اور جو بدقسمت زخمی یا ان بموں کی زہریلی تابکاری سے متاثر زندہ حالت میں بچ جائیں گے ان کی حالت مردوں سے بھی بدتر ہوگی۔

اس جائزہ میں یہ بھی ہے کہ اس وقت دنیا کے جو ممالک ان ہلاکت بار اسلحہ کی تیاری میں مصروف ہیں وہ فی منٹ ایک ملین ڈالر اس کارخیر پر خرچ کر رہے ہیں۔

کرنیں

نغمہ
گزرے لمحوں کے نقش لازوال ہوتے ہیں جب کسی عزیز ہستی کے ساتھ گزرے ہوئے لمحے یاد ماضی بن کر دل کے آنگن میں اترتے ہیں تو دل رو دیتا ہے لیکن ہونٹ..... مسکراتے ہیں۔

ملک گلزار حسین
اگر انسان کی آنکھوں میں بینائی ہو تو ہر انسان کے چہرے سے ہزار داستانیں پڑھی جا سکتی ہیں چہرہ انسان کے ذہن کی تصویر ہوتی ہے۔ جتنا علم کتابوں سے پڑھ کر حاصل ہوتا ہے۔ اتنا ہی انسانوں کے چہروں کو پڑھ کر حاصل ہوتا ہے۔ کبھی کبھی خاموش چہرے بھی صدائیں دینے لگتے ہیں۔ مسرت اور محبت چہرے کو خوب صورت بنا دیتے ہیں۔

ایم صادق ملک
زندگی میں ہر انسان اچھے وقت کا متلاشی ہے۔ وہ کبھی ان وقتوں کو گل کی صورت میں اور کبھی اس کی مہک میں، کبھی بلبلوں کی چہک میں تو کبھی کلیوں کی چٹک میں۔ کبھی جھرنے کے گیتوں میں تو کبھی چاند کی حسین کرنوں میں، کبھی ملہار کے نغمہ میں تو کبھی کوئل کی میٹھی آواز میں تلاش کرتا ہے اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس جستجو میں اپنی زندگی کے آخری ایام ختم کر دیتے ہیں۔

محمود حسین
خوشبو بہار کی علامت خوشی کا پیغام دیتی ہے۔ مگر تنہا انسان کے لئے۔ دکھی انسان کے لئے یہی خوشبو بے قراریاں لاتی ہیں۔ اور جذبات سے عاری انسان جس کے دل میں محبت کے پھول نہ کھلے ہوں وہ بھلا پھولوں کی قدر کیا جانے۔

فریدہ
تمام دنیا کی بادشاہت مل جائے۔ لیکن باوفا اور فرض شناس عورت نہ ہو تو وہ مرد کیسا ہے ایسے بادشاہ سے وہ کنگال بہتر ہے جسے سارا دن محنت کرنے کے بعد شام کو عورت کی وہ مسکراہٹ ملتی ہے جس سے سارا دکھ بھول جاتا ہے۔

الطاف پروانہ
کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کی زبان سے نکلے ہوئے چند الفاظ ہماری سوچوں کے انداز یکسر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ اور ہمارے خیالات کو اس قدر پریشان کرتے ہیں کہ ہم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے حسین خوابوں کے دھنک رنگ پیرہن تار تار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

زاہد محمود
دنیا مکافات عمل ہے اور خدا کی لاٹھی کسی بھی مجرم کو نہیں بخشتی۔ کبھی نہ کبھی وہ ضرور برستی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی اس لاٹھی کی چوٹ سے بلبلا اٹھتا ہے اور کوئی اپنے اعمال کا بدلہ سمجھ کر خاموش ہو جاتا ہے۔

سیدہ
آفتاب کی روشنی میں ہم ان ستاروں کو بھول جاتے ہیں جو رات کی تاریکی میں بھٹکنے والے قافلوں کو منزل کی راہ دکھاتے ہیں۔ ہر قوم کی فتوحات کسی رجل عظیم کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں اور مورخ کا قلم ہمیشہ ان گمنام سپاہیوں کا تذکرہ کرنے سے قاصر رہتا ہے جن کے خون کی روشنائی سے تاریخ کے نئے نئے عنوان لکھے جاتے ہیں ہر قوم اپنی عظمت کے تاج محل کو کسی شاہجہاں کے خواب کی تعبیر سمجھتی ہے۔ لیکن ہر تاج محل کی عظمت ان خاموش معماروں کی مرہون احسان ہے جن کا پسینہ پتھر کو موتی کی چمک اور پھول کو رعنائی عطا کرتا ہے۔

خصوصی رپورٹ — [illegible]

ناقابلِ یقین "بشارت" پر عمل کرنے والے یہاں موت کی وادی میں کھو گئے

رحمہ سیداں، چکوال کے علاقے بھون کا ایک دور دراز گاؤں ہے جس کے چاروں طرف گہرے کھڈ اور نالے ہیں جو گرمیوں میں خشک پڑے رہتے ہیں، گاؤں تک پہنچنے کے لئے ایک طویل کچا راستہ ہے، جس پر دھول کے بادل اڑتے نظر آتے ہیں، گاؤں میں بجلی موجود ہے اور اکثر گھرانوں میں رنگین ٹیلی ویژن، فریج اور دوسرے لوازمات زندگی بھی پائے جاتے ہیں گاؤں کے لوگوں کی اکثریت یا تو پاکستان کی مسلح افواج سے وابستہ ہے یا پھر ریٹائرمنٹ کے بعد کاشت کاری میں مصروف ہے بہت سے گھرانوں کے لوگ بیرونِ ملک بھی گئے ہوئے ہیں لوگوں کو سیاست کا چسکا بھی ہے اور ملکی امور سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک گاؤں کے گھرانوں میں زیر بحث رہتے ہیں، گاؤں کی اکثریتی آبادی شیعہ حضرات پر مشتمل ہے۔

اسی گاؤں رحمہ سیداں کے ایک معزز شخص سید ولایت حسین شاہ کی ۱۸ سالہ لڑکی نسیم فاطمہ نے اب سے دو سال پیشتر یکایک یہ دعویٰ کیا کہ اسے بشارت ہوتی ہے اور امام زمانہ حضرت مہدیؑ اسے خواب میں نظر آتے ہیں، بعد ازاں اس لڑکی کے دعوے کے مطابق مولانا علیؑ بھی اسے خواب میں مخاطب ہونے لگے......!

ولایت حسین پاک ایئر فورس میں سارجنٹ تھا، اور چار سال سے زائد عرصہ تک سعودی عرب، شارجہ اور کئی دوسری عرب ریاستوں میں بھی ڈیپوٹیشن پر مقیم رہا ہے۔ یہ خاندان اس علاقے میں صدہا سال سے آباد رہا ہے، اور ان کی برادری خاصی بڑی ہے۔ ولایت حسین کے تین سگے بھائی بھی اس کی حویلی کے قریب ہی آباد ہیں، پچاس سالہ بھائی انور حسین شاہ پاک آرمی میں صوبیدار میجر رہا ہے۔

نسیم فاطمہ کا کہنا تھا کہ اس کے گھر کی دیواروں پر اہل بیت کے ہاتھوں کے نقش نمودار ہوتے ہیں جو مہندی کے رنگ کے ہوتے ہیں، اس کی پیشگوئیوں اور دعووں کی شہرت اس کی حویلی کی چار دیواری سے نکل کر اردگرد کے دیہات تک پھیل گئی اور گاؤں حاجی گوجر، عطاری، رتہ، بھون، تھراہا، چکوال، مریالہ، ستمال، منگن وغیرہ کے اہل تشیع کی اکثریت نے رحمہ سیداں کا رخ کرنا شروع کر دیا، جہاں نسیم کی خوشی میں دیگر اہل بیت کی مجالس منعقد کی جاتی تھیں۔ یہ [illegible] دیکھتے ہی دیکھتے [illegible] قطب اور [illegible] درجہ اختیار کر گئی، ماتم کی غرض سے اپنے [illegible] امام بارگاہ میں اکٹھا ہونے والوں [illegible] چھت پر چڑھ کر ماتم کرنے کا حکم دیتی اور کبھی [illegible] یہ حکم دیتی کہ اب وہ چھت [illegible] اور کبھی صرف مردوں کو کسی شخص کی [illegible] اس لڑکی کے حکم سے سرتابی کرتا۔

اس نے اپنی کرامات کی گزشتہ دو سال میں خوب تشہیر کی، اپنے کمرے میں ایک پلنگ ڈال کر کہہ دیا کہ یہ اہل بیت کا پلنگ ہے، اور خاندان والوں نے اعتبار کر لیا۔ پھر کہیں سے لا کر ایک گھوڑا بھی گھر کی زینت بنا دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ شہزادہ علی اصغرؑ کا گھوڑا ہے [illegible] ان تبرکات کی زیارت کے لئے آنے والوں کو [illegible] کرنے کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے ایک چارپائی اس کمرے میں پڑی رہتی تھی، اس رقم سے ولایت حسین شاہ زائرین کے لئے لنگر کا انتظام کرتا تھا۔

اتوار کے اتوار امام بارگاہ میں مجالس کا اہتمام ہوتا تھا، جن سے مختلف ذاکرین خطاب کرتے تھے پیشہ ور ذاکرین کے لئے یہ گاؤں اور اس کا امام بارگاہ آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ تھا، ولایت حسین اور نسیم فاطمہ کے پسندیدہ ذاکرین کے لئے دوسرے شہروں میں بھی مجالس کا انعقاد کرایا جاتا اور انہیں جلوس کی شکل میں ملتان یا لاہور بھجوانے کے لئے ولایت حسین ریل کی ایک پوری بوگی ریزرو کراتا تھا۔

نسیم فاطمہ اپنی بشارتیں مجمع عام کو سنایا کرتی تھی جو لوگ اس کی باتوں پر اعتقاد کر لیا کرتے تھے وہ عقیدت مند بن گئے اور جنہوں نے نسیم فاطمہ کی بشارتوں کو خرافات قرار دے کر اس کی اصلاح احوال کرنا چاہی ان سے ولایت حسین اور دیگر لوگوں نے قطع تعلق کر لیا، حتیٰ کہ لڑکی کی نانی سے بھی ساری عمر کے رشتے منقطع کر لئے گئے، نسیم فاطمہ کے گھر کے ایک کمرے کا دروازہ اکثر خود بخود کھل جاتا یا بند ہو جاتا تھا، اس موقع پر نسیم فاطمہ حالت جذب میں نعرہ لگاتی — "وہ آ گئے حضرت عباسؑ" جب عورتیں ادھر اُدھر دیکھتیں تو انہیں کچھ بھی نظر نہ آتا۔ لیکن نسیم فاطمہ کے یہ نعرے بھی کرامات کا درجہ اختیار کر گئے.........!

گزشتہ دو سال کے عرصہ میں اس خاندان کا یہ مذہبی جنون اپنی انتہا تک پہنچ گیا، گاؤں کے بعض لوگوں نے ان کا مذاق بھی اڑانا شروع کر دیا۔ وہ کہتے کہ اوائل شباب میں قدم دھرنے والی ایک ایسی لڑکی پر امام زمانہ کس طرح مہربان ہو سکتے ہیں جس کی پاکیزگی برقرار نہیں رہتی، اور جسے صحیح طور پر نماز ادا کرنا بھی نہیں آتی۔ حتیٰ کہ اسے اپنے فرقہ کے بنیادی عقائد کا بھی درست طور پر علم نہ تھا، لوگوں نے اور گاؤں کے بچوں نے اس خاندان کا جب زیادہ مذاق اڑانا شروع کر دیا تو انہوں نے اپنے بچوں تک کو اسکول سے اٹھا لیا، کچھ عرصہ قبل ولایت حسین نے امام بارگاہ کی ازسرنو تعمیر شروع کی، کام کرنے والوں میں سے ایک ترکھان احمد دین سے ان لوگوں کا جھگڑا ہو گیا اور ان لوگوں نے اسے پکڑ کر [illegible] اس کمرے میں بند کر دیا، اور کہا کہ یہاں [illegible] بشارت ہوگی، ہم اس کے مطابق تمہارا فیصلہ کریں گے۔ نسیم فاطمہ نے کہہ دیا کہ یہ شخص اب [illegible] حالت میں باہر آئے گا لیکن وہ [illegible] زندہ نکلا، جب اس سے بشارت کے [illegible] میں استفسار کیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے یہ بشارت ہوئی ہے کہ تم لوگ فوراً اس لڑکی کی شادی کر دو [illegible] ورنہ تم سب پر بڑی بھاری تباہی لائے گی۔" اس پر احمد دین کو بدعقیدہ قرار دے کر رد کر دیا گیا۔ تباہی جو آنا تھی وہ راستہ بنا چکی تھی۔

نسیم فاطمہ نے اب چند ماہ پیشتر بشارت کے بارے میں بتایا کہ اسے خواب میں کہا گیا ہے۔ کہ اپنے تمام عقیدت مندوں اور اہل خانہ سمیت وہ کربلائے معلیٰ پہنچے اور اس سفر سے پہلے یہ اہل ثروت لوگ اپنی تمام دولت و جائیداد غرباء میں تقسیم کر دیں۔ صرف تن کے کپڑوں میں یہ لوگ سمندر پر پیدل چلتے ہوئے کربلا تک پہنچیں!

اس بشارت پر فوری عملدرآمد شروع ہو گیا تقریباً دس لاکھ روپے کی زمین علاقے کے لوگوں میں مفت تقسیم کر دی گئی، اپنے مکانات، گھر کا اثاثہ سب کچھ لوگوں کو بخش دیا گیا۔ اور یہ بات مشہور ہو گئی کہ ولایت حسین شاہ کا خاندان پیدل کربلائے معلیٰ جا رہا ہے، دولت و جائیداد سے استفادہ کرنے والے لوگوں کے خلاف ولایت کے ایک عزیز عالم شاہ نے جو چکوال میں بینک منیجر ہے، عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ اس کے فاتر العقل رشتہ دار کو لوٹا جا رہا ہے، جس پر عدالت نے زمین جائیداد حاصل کرنے والے لوگوں کے خلاف امتناعی حکم جاری کر دیا۔ اس پر ولایت حسین اور دیگر لوگوں نے ان سب سے باقاعدہ معذرت کی، اور پانچ پانچ ہزار روپے نقد بھی انہیں دیئے، [illegible] ہزار روپے کی لاگت سے امام بارگاہ کی ازسرنو تعمیر کرائی گئی۔ چابیاں علاقے کے لوگوں کے حوالے کیں اور.....

۱۶ فروری کی شام چھ بجے ۴۲ افراد پر مشتمل عازمین کربلا کا یہ قافلہ دو ٹرکوں میں سوار ہو کر کراچی کے لئے روانہ ہو گیا۔ اہل قافلہ کے پاس کپڑوں کے دو جوڑے، ٹیپ ریکارڈر، کیسٹ، علم حضرت علی اصغرؑ کا گھوڑا اور چند بڑے بڑے صندوق تھے یہ لوگ چکوال سے لاہور پہنچے اور بی بی پاکدامن کے مزار پر حاضری دی۔ یہاں سے ملتان شاہ شمس تبریز کے مزار کی زیارت کرتے ہوئے یہ لوگ سہون شریف حضرت لال شہباز قلندرؒ کے مزار پر پہنچے اور ۲۲ فروری کی رات کو یہ لوگ کراچی ہاکس بے کے ساحل پر پہنچ گئے، اس وقت رات کے ڈھائی بجے کا عمل تھا۔ ہیبت و دہشت کی علامت سمندر کی پرسکون لہروں سے خائف ہو کر چار افراد تو وہیں حوصلہ ہار بیٹھے اور سمندر کی لہروں پر چل کر کربلائے معلیٰ کے سفر کے ارادے سے باز آ گئے لیکن دیگر ۳۸ افراد نے دو رکعت نماز نفل ادا کی، علم اور پنجے ہاتھوں میں اٹھائے گئے، پرجوش نعرے بلند کئے گئے، ٹیپ ریکارڈر پر علماء کی تقاریر چلنے لگیں، پھر سالار قافلہ نے عورتوں اور بچوں کو لوہے کے صندوقوں میں بٹھا کر صندوق بند کر دیئے، زوردار نعروں کی گونج میں یہ صندوق سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیئے گئے۔ جب کہ اسی طرح نعرے لگاتے ہوئے صندوقوں کے پیچھے سمندر میں آگے بڑھتے چلے گئے، ذرا ہی دیر بعد سمندر کی لہروں پر یہ لوگ بے بسی سے ادھر ادھر ہچکولے کھا رہے تھے، کچھ صندوق ادھر سے ادھر ڈولتے ہوئے دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئے، لیکن پیدل سمندر میں جانے والوں کو لہریں اچھال رہی تھیں۔

ہوا تیز ہو گئی تھی اور بڑی بڑی لہریں اٹھ رہی تھیں، کئی صندوق پانی میں چھپی ہوئی چٹانوں سے ٹکرائے اور ٹوٹ پھوٹ گئے، ان میں سوار عورتیں اور بچے بھی سمندر میں بکھر گئے، سمندر کی لہریں کچھ لوگوں کو تو اپنے اندر دور تک گھسیٹ لے گئیں جب کہ کچھ لوگوں کو انہوں نے ساحل پر اچھال دیا۔

پہلے چار افراد جنہوں نے سمندر کی دہشت سے مرعوب پانی میں اترنے سے انکار کر دیا تھا اور ولایت حسین شاہ کے نزدیک بدعقیدہ ہو گئے تھے، ان میں ۳۴ سالہ محمد انور، ۱۷ سالہ غلام جعفر، ۱۶ سالہ سمانہ امتیاز اور ۱۸ سالہ [illegible] تھے۔ پہلا صندوق جو لہروں کے حوالے کیا گیا، اس میں غلام فاطمہ ۱۸ سالہ، اقبال حیدر، عزادار فاطمہ اور عمران حیدر تھے۔

دوسرے میں غلام صغرا، سردار بی بی، نثار فاطمہ، امیر عباس، جعفر عباس، زینت صغرا، منتظر مہدی اور احسان مہدی تھے۔

تیسرے صندوق میں طالب بی بی، سردار بی بی، وقار حیدر، تاجدار، سجاد حیدر، جبریں فاطمہ اور پروین اختر تھے۔

چوتھے صندوق میں بشارتوں والی نسیم فاطمہ، تحسین فاطمہ، سرت نذیر اور امیر بیگم تھے۔

ان صندوقوں کے پیچھے سمندر میں اترنے والے سید مشتاق شاہ، منصف خان، بشیر احمد، غلام حسین اور الطاف حسین تھے، جبکہ دوسری مرتبہ نذیر [illegible] ظہیر احمد، امیر افضل اور امیر خان سمندر میں اترے ان کی تقلید میں سید ولایت حسین شاہ، امیر حسین، گھر ریاست اور پرویز اختر اترے تھے، جنہیں موجوں نے جلد ہی ساحل کی ریت پر اچھال دیا اور یہ لوگ ریت پر سر جھکائے بیٹھے صبح تک سمندر سے آتی ہوئی لاشوں کو دیکھتے رہے۔

۳۸ افراد میں سے ۱۸ ڈوب کر ہلاک ہو گئے جب کہ ۲۰ افراد میں سے کچھ کو سمندر نے ساحل پر اچھال اور کچھ کو ماہی گیروں نے بچا لیا تھا، ۱۳ لاشیں ۲۳ فروری کی صبح تک ساحل پر آ لگی تھیں جب کہ پانچ افراد کی لاشوں تک کا پتہ نہ چل سکا، یہ لاشیں یا تو سمندر کی لہروں پر ڈولتی ہوئی کہیں آگے نکل گئیں اور شارک مچھلیوں کی خوراک بن گئیں، یا پھر [illegible] سے ٹکرا کر یہ ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکی ہیں، لیکن زندہ بچ رہنے والوں کو یقین ہے کہ وہ لوگ کربلائے معلیٰ جا پہنچے ہیں۔

۵ سالہ امیر عباس، سات سالہ عمران حیدر، سات سالہ منتظر مہدی، ۵ سالہ احسن مہدی، ۱۸ سالہ نسیم فاطمہ، گیارہ سالہ عزادار فاطمہ، ۳۴ سالہ غلام صغرا، ۱۴ سالہ تحسین فاطمہ، ۱۸ سالہ منصف خان، ۴۰ سالہ امیر بیگم، ۲۰ سالہ سرت نذیر اور ۳۵ سالہ سرور بی بی کی لاشیں اگلی صبح [illegible] دی گئیں جب کہ ایک لاش ۲۵ فروری کی صبح کو سمندر سے نکالی گئی۔ تمام لاشیں پولیس نے اپنی نگرانی میں دفن کرائیں۔

اس اندوہناک حادثے سے پورے ملک میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی اور تقریباً ہر کسی نے اس انوکھے واقعے پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا، بعض شیعہ ذاکرین نے اس سانحے میں ملوث افراد کے جذبہ ایمانی کو سراہا لیکن شیعہ علمائے کرام کی اکثریت نے اسے ان لوگوں کی جاہلیت سے تعبیر کیا۔ اس واقعے سے متعلق سب سے [illegible] ترین بیان وہ تھا جو کراچی میں علامہ عباس حیدر عابدی نے دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک لڑکی کا خواب کسی صورت بھی الہام کا درجہ نہیں رکھتا مذہبی جنون میں اس طرح جانوں کو ضائع کرنا کسی صورت بھی درست نہیں ہے اور یہ قطعی طور پر ایک غیر شرعی عمل ہے۔ علامہ عقیل ترابی، مولانا نصیر علی رضا نقوی اور علامہ نصیر الاجتہادی نے بھی چکوال کے ان لوگوں کے اس فعل کی مذمت کی اور اسے شرعی خودکشی سے تعبیر کیا۔

قارئین کو یہ سن کر شاید تعجب ہوگا کہ اپنی نوعیت کا یہ انفرادی واقعہ اہل تشیع کی حرکت کا پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس قسم کے مذہبی جوش میں مبتلا بہت سے افراد پہلے بھی اپنی قیمتی جانیں گنوا چکے ہیں، اس سال محرم کی دسویں تاریخ کو کراچی میں نکلنے والے ماتمی جلوس میں کم از کم پانچ افراد انگاروں پر اور چھریوں سے ماتم کرتے ہوئے اپنے آپ کو شدید ضربات لگنے کے بعد جاں بحق ہو چکے ہیں، ہم اس سلسلے میں نہ تو کسی کے مذہبی اعتقادات پر تنقید کر رہے ہیں اور نہ ہی ان کا مضحکہ اڑانے کی جسارت کر سکتے ہیں البتہ اہل تشیع حضرات کی خدمت میں یہ گزارش ضرور کریں گے کہ ان میں موجود تعلیم یافتہ حضرات کی اکثریت پاکستان میں موجود اپنے اہل و عیال کو اس سلسلے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی تلقین ضرور کریں۔ کیونکہ اس طرح جیسے کراچی کے سانحے میں تقریباً ۱۸ افراد نے اپنی جانیں گنوا دیں، اسے سوائے خودکشی کے اور کسی دوسرے عمل سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، اسلام کے کسی بھی فرقے میں خود کو اس حد تک تکلیف پہنچانا کہ اس میں جان ہی چلی جائے اور پھر ایسے توہمات کا شکار ہو جانا جن کا کوئی تعلق کسی طرح بھی مذہب سے نہ بنتا ہو۔ یا جن افعال اور اعمال کی کوئی تائید یا شہادت [illegible] محترم اکابرین کے اقوال یا اعمال سے نہ ملتی ہو انہیں اختیار کرنا کسی صورت بھی مذہب کا حصہ نہیں بن سکتا اور نہ ایسے اعمال کی حوصلہ افزائی کی جا سکتی ہے اس قسم کے تمام کام صرف ضعیف الاعتقادی کے زمرے میں آتے ہیں، جس سے اپنے اہل و عیال کو نجات دلانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ورنہ اس کا خدشہ بہرحال رہے گا کہ اس قسم کے واقعات آئندہ بھی دہرائے جاتے رہیں گے۔

خونِ مسلم کی ارزانی

رنگ لائے گا [illegible] بھی

[illegible] جگر گوشہ [illegible] آج میں بھی

پہلے کشمیر و فلسطین کا رونا تھا ہمیں

خونِ مسلماں کا بہا [illegible] اسلام میں بھی

— [illegible]

آدمی قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کیلئے قرآن آیا ہے۔ (قائد انقلاب سید مودودیؒ)

طنز و مزاح — شفیق الرحمٰن

مزید استفسارات و جوابات

قصہ ایک ایڈیٹر کا جس نے کسی زمانے میں قارئین کے سوالوں کے جواب دیئے تھے:

ملاحظہ فرمائیے

قارئین کے سوال اور ایڈیٹر کے جواب

سوال: نظم اور غزل میں کیا فرق ہے؟

جواب: نظم میں شاعر کسی چھوٹی سی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے یا بڑی بات کو مختصر کر دیتا ہے مگر اس طرح کہ شعر اردے سخن ایک طرف ہی رہتا ہے۔ مثلاً پہلے شعر میں خدا کی تعریف ہے تو دوسرے میں محبوب کی بےوفائی کا گلہ۔ تیسرے میں انتقال ہو چکنے کے بعد کے تاثرات کی ترجمانی چوتھے میں عالم کے یک لخت خوشگوار ہو جانے پر میخانے کی حاضری کا ذکر۔ پانچویں میں اپنی مالی حالت کا رونا اور دنیا کے نظام میں فوری تبدیلی کی خواہش۔ چھٹے میں محبوب عزیز کی وفاداری کی خوشخبری اور آخر میں تخلص اور زیبی تمام عقلوں کا اعتراف۔ یوں سمجھیے کہ نظم کا مطالعہ کسی جواب مضمون پڑھنے کے برابر ہے اور غزل پڑھنا ایسا ہے، جیسے اخبار کھول کر خبریں پڑھنا۔

سوال: ان دنوں فلسفے، حکمت الشعور اور نفسیات وغیرہ کا بڑا زور ہے۔ بہت ڈر لگتا ہے کہ کہیں بیٹھے بٹھائے کچھ نہ ہو جائے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ماہر نفسیات کے پاس جائے بغیر یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ انسان کا دماغ ٹھیک ہے یا نہیں!

جواب: اگر انسان کو خود اپنی دماغی حالت پر کبھی کبھی شبہ ہو جاتا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ دماغ نارمل ہے لیکن اسے دوستوں کی، واقف کاروں اور اجنبیوں کی دماغی حالت پر مستقل طور پر شبہ رہنے لگے تو پھر لازمی طور پر خلل آ چکا ہے جس کا علاج ماہرین نفسیات بھی نہیں کر سکتے۔

سوال: میرا خیال ہے کہ قدرت ایسی اشیائے مدرکہ سے مل کر بنی ہے جو ایک دوسرے کے عمل میں جزو کی حیثیت سے شامل ہیں۔ جہاں اضدادی اسلوب تفکر تمام اشیا سے مدرکہ کو کھنے کے لئے گیا ہو ان فلسفیانہ دقیق رسی توازن اتصال اور اضداد میں مادیت کو فوقیائی نظریہ کا رتبہ حاصل ہے۔ کائنات کی حیات مادی ہی مقدم ہے۔ اس کی حیات روحانی ثانوی اور اختراعی ہے۔ اعصابی کیفیتیں اور نا آسودہ جبلتیں دراصل خارجی حقیقی چیزوں اور ان کے ارتقار کا عکس نہیں ہیں بلکہ خارجی چیزیں اور ان کا ارتقا حقیقت کی شکل میں اس تصور کا محض عکس ہیں جو وجود کائنات سے قبل تھا مفکروں کے نزدیک کائنات اور جملہ نظامات ابدی اور استقراری ہیں اور خیال نفس ناطقہ پر عالم بالا کے ترشحات کا نتیجہ ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کائنات کا ارتقا تجزیہ اور تردید کے تصادم سے عبارت ہوگا تو پھر تدریجی ارتقے کے بعد نقطۂ تغیر کب ظہور پذیر ہوگا، وہ کون سی تردید ہوگی جو تجزیے سے متصادم ہو کر نئی ترکیب کو وجود میں لائے گی؟

جواب: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

سوال: میرا چھوٹا بھائی یوں تو بچپن ہی سے شرارتی اور گستاخ تھا لیکن جب سے اس دور میں داخل ہوا ہے جسے انگریزی میں ADOLESCENCE کہتے ہیں تو اس کی شوخیوں میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ پچھلے سال سے وہ اس مضمون کی ٹریننگ لے رہا ہے جو انگریزی میں PHONETICS کہلاتا ہے۔ تاکہ کورس مکمل کر کے وہ بن سکے جسے انگریزی میں LINGUIST کہا جاتا ہے۔ لیکن پتہ نہیں کیوں اب اکثر لوگ اس سے کھنچے کھنچے سے رہتے ہیں۔ ہمارے چچا جان کے پلے ہوئے دوست خواجہ صاحب اس لئے دور رہنے لگے ہیں کہ یہ انہیں بڑے ادب سے خواجہ سرا صاحب کہتا ہے۔ ادھر ہر وقت پائپ پینے والے خنک ڈاکٹر حقی صاحب اس سے بات نہیں کرتے کیونکہ یہ انہیں حقی صاحب کہہ کر خطاب کرتا ہے۔ اور ہمارے وہمی اور خشک مزاج مشتاق ماموں کا ذکر آ جائے تو فوراً یہ شعر پڑھتا ہے۔

> وہ ہے مشتاق اور ہم بیزار
> یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے

جب ہمارے تندور والے کزن لال حبیب صحرا کے صحرا سے آتے ہیں تو ان کا استقبال کیا ؏

> منزل ہے کہاں تیرا اے لالۂ صحرائی

سے کرتا ہے۔ بڑے بھنوئی خورشید صاحب جو

> مغربی ممالک میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے وہاں مادہ پرستی زیادہ نہیں جتنی مشرق میں جہاں عورتیں کم ہیں، مرد زیادہ

ہر ہفتے دورے پا کسی کانفرنس کا بہانہ بنا کر آ جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ ہمارے ہاں ٹھہرتے ہیں۔ اگلی صبح نوکروں سے ان کا سامان بندھوا کے اور یہ مصرعہ بار بار گنگناتا ہے ؏

> اٹھ کر خورشید کا سامان سفر تازہ کریں۔

اور کیا کیا مثالیں دوں۔ ایک اتوار کو جلسہ گاہ میں مورنا چتے دیکھا تو خوش ہو کر تالیاں بجائیں اور ونس مور ONCE MORE کے نعرے لگائے گئیں کبھار میری ساس دوپہر یا رات کے کھانے پر آ جاتی ہیں تو کھانے کی میز پر بار بار انہی ٹماٹر کی ساس TOMATO SAUCE کی بوتل پیش کرتا ہے، ابھی کنوارا ہے۔ اس کے لئے تین لڑکیاں زیر غور ہیں نسیم آرا، ذبیحہ خانم اور عالیہ۔ لیکن اس کا یہ حال ہے کہ کبھی عالیہ کے گھر کے سامنے گذریں تو دوڑنے لگتا ہے اور زور زور سے آلیا، آلیا، آلیا کا نعرہ لگاتا ہے۔ ذبیحہ کا ذکر آئے تو پہلے ذبیح کہتا ہے پھر ہا، ہا، ہا کر کے ہنستا ہے اور نسیم کے نام پر چپکے سے نسیم کہہ کر بازو کو لکڑی کاٹنے کے آرے کی طرح چلاتا ہے۔

یہ بتائیے کہ یہ سب کچھ PHONETICS کی ٹریننگ کا جسے اردو میں خانہ صوتیات کہتے ہیں، اثر ہے یا کوئی اور بات ہے، میں کچھ فکر مند رہنے لگی ہوں۔

جواب: آپ فکر کریں یا نہ کریں ہمارے خیال میں آپ کا بھائی وہ بنتا جا رہا ہے جسے انگریزی میں [illegible] کہا جاتا ہے۔

سوال: مجھے یہ تین کہاوتیں بے حد پسند ہیں۔

- زر، زمین، زن فساد کی جڑ ہیں۔
- اصلی دوست وہ ہے جو ضرورت کے وقت کام آئے۔
- دوسروں سے وہی سلوک کرو جس کی توقع تمہیں ان سے ہے۔

میں سوچتا رہتا ہوں کہ اگر سب لوگ ان پر عمل کرنے لگیں تو دنیا کتنی بہترین جگہ بن سکتی ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: غالباً آپ نہیں جانتے کہ بدلتی ہوئی قدروں کے ساتھ پرانی کہاوتیں بھی بدل چکی ہیں۔ نئی زمانہ انہیں یوں پڑھنا چاہیے۔

- زر، زمین، زن کی کمی فساد کی جڑ ہے۔
- اصلی دوست وہ ہے جسے کوئی ضرورت نہ ہو۔
- دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرو، پیشتر اس کے کہ وہ تم سے وہی سلوک کر سکیں۔

سوال: ہمارے پڑوس میں دھوبی گھاٹ ہے۔ دھوبیوں کا کتا دن بھر ہمارے گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ نکلتا ہی نہیں۔ بتائیے کیا کریں؟

جواب: غالباً بیچارہ "کہاوت کے سلسلے میں آ جاتا ہو گا۔ اسے کچھ نہ کہا کریں۔

سوال: داغ کا وہ مشہور شعر ملاحظہ ہو۔

> کوئی جس کے ناز سے جگر ہے یہی داغ
> ہیں ہوں نیاز مند اسی بے نیاز کا

اس سے ثابت ہوا کہ نکار کے لئے کوئی داغ صاحب کے زمانے میں بھی استعمال ہوتی تھی اور تب بھی اس سے جگر آیا کرتے تھے۔ کتنی دلچسپ بات ہے!

جواب: بہت۔

سوال: میری خواہش دامن کو پھیلا کے سویٹزر کے لئے خواہش نامہ خرگوش، بلبلے، ہرن اور شیر کے ڈیزائن درکار ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ آپ یہ ڈیزائن اپنے پرچے میں شائع کریں۔

جواب: آپ کی خرشہ اس کسی اتوار کو چڑیا گھر جائیں تو ان کی خواہش وہیں پوری ہو سکتی ہے۔

سوال: میں کافی عرصے سے پی ایچ ڈی کے لئے کوشش کر رہی ہوں۔ ابھی تک کامیابی تو نہیں ہوئی لیکن میرے بال جو کبھی گھنے اور لمبے ہوتے تھے جھڑ رہے ہیں خصوصاً خزاں کے موسم میں تو بہت زیادہ تعداد میں جھڑتے ہیں۔ کوئی علاج بتائیے!

جواب: پی ایچ ڈی اور گھنے بال۔ یہ دونوں چیزیں ہمیشہ متضاد رہی ہیں۔ تاہم ہمارا مشورہ یہ ہے کہ بالوں میں کنگھی بالکل نہ کیا کریں۔ اس طرح آپ کو پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ بال کس وقت جھڑ گئے اور کتنے تھے۔ رہ گیا خزاں اور جھڑاؤ کا معاملہ، سو وہ قدرتی ہے۔ اس میں کسی کو دخل نہیں۔

سوال: مجھے گدگدی بہت ہوتی ہے پھر ضبط کرتا ہوں اپنے آپ کو سمجھاتا ہوں AUTO SUGGESTION سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ بعض اوقات تو بڑی خفت اٹھانی پڑتی ہے۔ کوئی علاج بتائیے!

جواب: گدگدی عموماً بچوں کو ہوا کرتی ہے۔ آپ جیسے بالغ انسان کو اتنی گدگدی نہیں ہونی چاہیے۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ آپ ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیں جن میں گدگدی کئے جانے کا احتمال ہو۔ بہتر ہو گا کہ کسی ماہر نفسیات سے مل کر تجزیۂ نفسی کرائیں۔ لیکن ماہر نفسیات کو زیادہ قریب نہ آنے دیں۔ دیسے آپ کو گدگدی کرتا کون ہے!

سوال: پرانے زمانے میں لوگ بڑی لمبی عمریں پاتے تھے۔ نوے اسو برس تک زندہ رہنا عام بات تھی۔ تب درازی عمر کا اصل راز کیا تھا؟

جواب: پہلے زمانے میں ذرائع آمد و رفت محدود ہونے کی وجہ سے بسوں کے حادثے نہیں ہوتے تھے۔ پرنٹنگ پریس کی عدم موجودگی کے طفیل نہ رسالے تھے اور نہ زندگی سے بیزار کر دینے والا ادب اور شاعری، اخبار بھی نہیں تھے۔ اس لئے عوام سنسنی خیز جھوٹی سچی سیاسی خبروں سے محفوظ رہا کرتے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس زمانے میں انکم ٹیکس شروع نہیں ہوا تھا۔

سوال: مجھے مغربی ممالک سے بڑی چڑ ہے۔ ان کی ہر بات سے مادہ پرستی جھلکتی ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ روحانیت کو چھوڑ کر یہ اتنے مادہ پرست کیوں بن گئے ہیں، نیز خشکی رنگ کو سفید کرنے کے طریقے معلوم ہوں تو ضرور بتائیے!

جواب: مغربی ممالک میں عورتوں کی تعداد مقابلتاً زیادہ ہے لہٰذا وہاں اتنی مادہ پرستی نہیں ہے جتنی کہ مشرق میں، جہاں عورتیں کم ہیں اور مرد زیادہ۔

نیز خشکی رنگ میں کیا خرابی ہے؟ مشہور کہاوت "رنگ خشکی، نہ ڈھنگ نہ خشکی۔" کے علاوہ آپ نے یہ شعر بھی شاید سنا ہو۔

> حسن کو چاہیے انداز و ادا ناز و رنگ
> کیا ہوا گر ہوئے گوروں کی طرح گال سفید

سوال: آج تک میں یہی سمجھتا رہا کہ علامہ سقراط مغرب کے حکیم تھے۔ لیکن ابھی کسی نے شبہ ڈال دیا ہے کہ یہ کسی اور ملک کے تھے۔ اور ان کا اصلی نام سارے خیر تھا۔ اگر یہ صحیح ہے تو بابائے طب بقراط کا اصلی نام کیا تھا؟

جواب: مبارک بے خیر۔

سوال: تزک بابری کو پڑھ کر کچھ مایوسی سی ہوئی۔ کتاب میں جگہ جگہ ہندوستان کی برائیاں لکھی ہیں۔ بابر غیر ملکی تھا۔ ایک اجنبی کی یہ تنقید بہت ناگوار معلوم ہوئی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ نیز میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ ہندوستان پر اتنے حملے کیوں کئے گئے جبکہ ہندوستانی شروع ہی سے عدم تشدد کے قائل رہے ہیں۔

جواب: واقعی بابر کو ایسی صحیح باتیں نہیں لکھنی چاہئیں تھیں خصوصاً جبکہ اہل ہند کا ریکارڈ رہا ہے کہ:

- انہوں نے کسی ملک پر حملہ نہیں کیا۔
- ایک بھی ہندوستانی سیاح کہیں باہر نہیں گیا۔
- اہل ہند نے کبھی سمندری بیڑے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔
- کبھی ہند کی سرحد پر حملہ آوروں کا مقابلہ نہیں کیا گیا۔
- اہل ہند نے نہ کبھی کچھ دریافت کیا، نہ کچھ ایجاد کیا، بلکہ دوسروں کی اچھی بھلی ایجادات کا ناس مار کر رکھ دیا۔

رہ گیا دوسرے ملکوں کا رویہ۔ سو اگر باہر کے لوگ ہندوستان پر حملہ نہ کرتے تو تاریخ ہند کیونکر مرتب ہوتی۔ مغرب سے جو حضرات آئے وہ فقط ہندوستان تک پہنچنے کا چھوٹا سے چھوٹا راستہ دریافت کرنے کی خواہش مند تھے یا گرم مسالوں کی تلاش میں تھے کم از کم ان کی تحریروں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں سارے یورپ کا گزارا ہندوستانی گرم مسالوں پر تھا۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے ملک اپنی تاریخ مرتب کرنے کے سلسلے میں ہند پر حملے کرتے رہے ہوں۔ بہرحال آپ بابر کی تنقید کو کوئی PERSONAL رنگ نہ دیں۔

سوال: مجھے جس لڑکی سے محبت ہے وہ حسین ہونے کے علاوہ انٹلیکچوئل بھی ہے۔ میں سائنس داں ہوں۔ اس لئے علم و ادب میں دلچسپی رکھنے کی قطعاً فرصت نہیں۔ ابھی تک پیغام نہیں بھجوایا۔ کیونکہ وہ دلی دکنی، میر یا غالب، میر تقی میر ابرو، اور مصحفی میر تقی میر کی جانب مائل ہے جب کبھی اس سے ملتا ہوں یہی نام سننے میں آتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ آپ کے مشورے کا منتظر ہوں۔

جواب: ہمارے خیال میں آپ کو فوراً پیغام بھیجنا چاہیے۔ اتنے حضرات کی موجودگی میں ذرا سی دیر بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

ایک ساتھ دونوں

ایک مقرر جلسہ گاہ میں دھواں دھار تقریر کر رہے تھے اچانک پنڈال کے باہر ایک گدھے نے رینکنا شروع کر دیا۔ مقرر نے تقریر جاری رکھی۔ اس پر پچھلی قطار سے آواز آئی، "ایک وقت میں ایک ہی بولے۔"

کبھی نہیں

سلیم میاں نے اپنے ابا جان سے سوال کیا، "ابو میں اتنا بڑا کب ہو جاؤں گا کہ ہر کام اپنی مرضی سے اور اپنی خوشی سے کرنے لگوں۔ جہاں چاہوں جاؤں اور جس سے چاہوں ملوں۔"

ابا جان نے گہری سانس لی اور خلا میں گھورتے ہوئے بولے "بیٹے! اتنی لمبی عمر کسی مرد کو نصیب نہیں ہوئی۔"

ہلا پہ دہلا

ایک صاحب نے اپنے شائستہ و تعلیم یافتہ لڑکے کی تعریف میں فرمایا، "ماشاءاللہ کرنسی نوٹ ہے جہاں بھنجا رو پیہ لایا۔"

جنت میں

ایک خاتون ایک جلسے میں تقریر کر رہی تھیں۔ "عورت کی خوبی اور برتری" ان کا موضوع تھا۔ وہ بہت اچھی مقررہ تھیں۔ زور خطابت میں انہوں نے کہا، "میں ان مردوں سے پوچھتی ہوں۔ بتاؤ۔ اگر عورت نہ ہوتی تو تم کہاں ہوتے؟"

ادھر سے ایک آواز گونجی "جنت میں!"

دیسی زبان

ایک دفعہ کسی ایرانی کی دعوت میں ایک شخص اپنے دوست کے ساتھ گیا وہاں اس نے کئی مرتبہ زور زور سے چھینک ماری۔ واپسی پر اس کے دوست نے کہا! بھائی یہ تو بڑی بدتمیزی کی بات ہے اس آدمی نے جواب دیا، "ناراض کیوں ہوتے ہو چھینک تو میں نے دیسی زبان میں ماری تھی ایرانی کو بھلا کیا پتہ چلا ہو گا۔"

زبان

ایک آدمی جو ہکلاتا تھا ایک دکان سے طوطا خریدنے گیا اور کہنے لگا ... م... مجھے ... اے ... ایک ... اچھا ب... بب... بولنے ... وا... والا ... ط... ط... طوطا ... د... دے ... د... دیجیے۔

دکاندار نے سر پیٹ کر کہا، "خدا کے لئے تشریف لے جائیے آپ میرے طوطوں کی زبان خراب کر دیں گے۔"

ہلا شجاع

انگلینڈ کے ایک شخص کی ساس کسی دوسرے شہر میں مر گئی۔ اس کے مذہب کا پاس پڑوس والوں کو پتہ نہ تھا اس شخص کو تار ملا، "کیا بات آپ کی ساس چل بسیں۔ انہیں تابوت میں رکھ کر دفن کریں یا جلائیں؟"

اس شخص نے فوراً جوابی تار بھیجا، "خطرہ مول نہ لیں دونوں عمل پسے کریں۔"

سنسر

کامیاب شادی کا راز اس میں نہیں کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے صاف گوئی سے بات کریں۔ بلکہ اس میں ہے کہ بات کرنے سے پہلے اسے سنسر کر لیں۔

قرآن محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ میں آجائیں۔ (تفہیم القرآن سید مودودیؒ)

ASK US FOR THE WORLD.
یوم پاکستان
کے مبارک موقع پر
ہم اپنے تمام کرم فرماؤں
اور بہن بھائیوں کی خدمت میں
مُبارکباد
پیش کرتے ہیں
M & J TRAVEL
1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7
TEL. (416) 960-8348 – 960-8475
ظہیر مودی یا محمد جاوید پال سے آج ہی رابطہ قائم کیجئے
فون نمبر 960-8348

Income Tax — انکم ٹیکس سروس — ACCOUNTING SERVICES

انکم ٹیکس کے سلسلہ میں تمام کام انتہائی معقول معاوضہ پر کیا جاتا ہے۔

آج ہی علی دیوجی کو فون کیجئے۔

INCOME TAX SERVICE

HAVE YOUR RETURNS PREPARED ACCURATELY, EXPERTLY, ECONOMICALLY. TAKE ADVANTAGE OF ALL YOUR DEDUCTIONS, OUR PROFESSIONAL KNOWLEDGE AND LOW RATES.

WE ARE AVAILABLE YEAR-ROUND TO PROVIDE REGULAR ACCOUNTING SERVICE. WE ALSO PROVIDE AMORTIZATION SCHEDULES.

TELEPHONE MR. ALI DEVJEE AT 226-5551 BETWEEN 8:30 -5:00.

EXECUTIVE MANAGEMENT CONSULTANTS
4967 YONGE STREET
WILLOWDALE, ONTRRIO

غزل

جس طرح سے رہ جاؤں میں رہنا بھی تو فن ہے
جینا ہو جو کیا بات ہے مرنا بھی تو فن ہے

رستوں پہ جو الزام کے ہموار نہیں ہیں!
آنچل کا سر راہ الجھنا بھی تو فن ہے

کانٹے ہی نہیں پھول بھی چبھتے ہیں نظر میں
جلووں کا ان آنکھوں میں کھٹکنا بھی تو فن ہے

آوارہ کہو بھٹکا کہو دیوانہ سمجھ لو!
آہٹ پہ تری گھر سے نکلنا بھی تو فن ہے

رکے بھی جو ساحل پہ نہ پہنچے تو لگا کیا
طوفان سے کشتی کا الجھنا بھی تو فن ہے

دریا کی طرح میرا سفر جاری رہے گا
منزل سے مسافر کا گزرنا بھی تو فن ہے

پرتو بھی ضروری ہے مگر موج تماشا یک
سورج کی طرح روز نکلنا بھی تو فن ہے

سوج فرازی

STUDENTS
The 1983 Summer Job Experience

حکومت اونٹاریو چاہتی ہے کہ اس موسم گرما میں آپ ملازمت کریں۔ اسی سلسلے میں انہوں نے ایک کتابچہ "سمر ایکسپیرینس ۸۳" شائع کیا ہے۔ یہ کتابچہ ۱۰۰ سے زائد ایسے پراجیکٹ کی تفصیل فراہم کرتا ہے جن کا تعلق حکومت کی وزارت اور ایجنسیوں اور تجارتی اداروں سے ہے جہاں آپ کیلئے ملازمت کے مواقع ہیں۔ یہ کتابچہ آپ کی ہنر اور دلچسپی کے مطابق آپ کی ملازمت تلاش کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ مثال کے طور پر آپ کسی عجائب گھر یا کسی دفتر یا کسی سمندر کے ساتھ کام کرنا یا کسی کمپیوٹر مشین کے ماہر بننا پسند کریں یہ آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔ اس طرح آپ اپنی کمیونٹی کی مدد بھی کرینگے اور ساتھ ہی ملازمت کا تجربہ بھی حاصل کرینگے۔ جو آپ کے مستقبل کیلئے بہت ضروری ہے۔ یہ ملازمت صرف ۱۵ تا ۲۴ سال کی عمر والوں کیلئے ہے اور جنہیں کینیڈا میں کام کرنے کی اجازت ہے۔

درخواست فارم اور یہ کتابچہ یونیورسٹی، کالج، تمام ہائی اسکولوں اور کینیڈا کے تمام ایمپلائمنٹ سینٹرز سے دستیاب ہیں۔ درخواست دینے کی آخری تاریخ پوسٹ سیکنڈری کے طلباء کیلئے ۱۵ اپریل ۸۳ء ہے۔ سیکنڈری اور دوسرے طلباء کیلئے ۱۵ اپریل ۸۳ء ہے۔ ملازمت حاصل کرنے کے خواہشمند آج ہی درخواست دیجئے۔

Secretariat for Social Development
Ontario
Margaret Birch, Provincial Secretary
William Davis, Premier

بلانوش

بلانوشی کے خلاف تحریک چلی تو بلانوش نے کچھ روز بعد جل بھن کر کہا "میں اخبار اور رسائل وغیرہ میں چائے کے خلاف مضامین پڑھتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ ان اخباروں اور رسالوں کو چولہے میں ڈال دوں اور اس پر چائے بنالوں۔"

انتظار

گاڑی چل دی تو سامان سے لدا پھندا شوہر اپنی بیوی سے کہنے لگا اگر تم تیاری کرنے میں اتنی دیر نہ لگاتیں تو گاڑی نہ چھوٹتی۔ بیوی نے کہا اگر تم اتنی جلدی یہاں نہ آتے تو اگلی گاڑی کے لئے اس قدر زیادہ انتظار نہ کرنا پڑتا۔

یاد رکھئے

ان کا زندہ رہنے سے بہتر اور ایک دم مر جانا کسی طوفان کا باعث ہوا کرتا ہے۔

یاد رکھئے

پہلی تاریخ کو مکان کا کرایہ ... بہت اوپر دیکھنے سے پھولوں کی بارش ... لگتی ہے۔

یاد رکھئے

لڑا کھانے کے لئے ایک چائے کی پیالی سے زیادہ موثر چیز دنیا میں شاید ہی کوئی ہو۔

یاد رکھئے

تنخواہ ملتے وقت اگر تنخواہ کی کا ذکر کر دیا تو گھر میں فیصلے طور پر کر فیو آرڈر نافذ ہو جاتا ہے۔

یاد رکھئے

کسی خوبصورت چڑیل کا نام لے دینے سے کھانے میں نمک زیادہ پانی میں برف کم شربت میں شکر کم اور دال میں چونا زیادہ ہو جاتا ہے۔

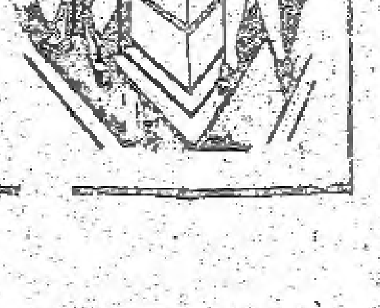

AS

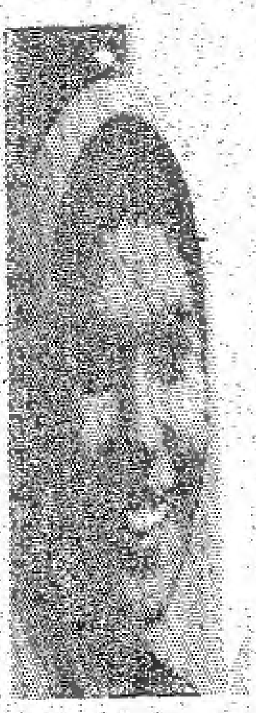

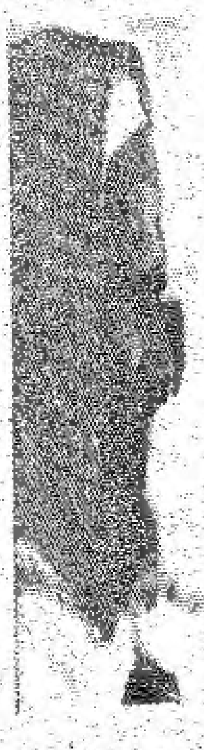

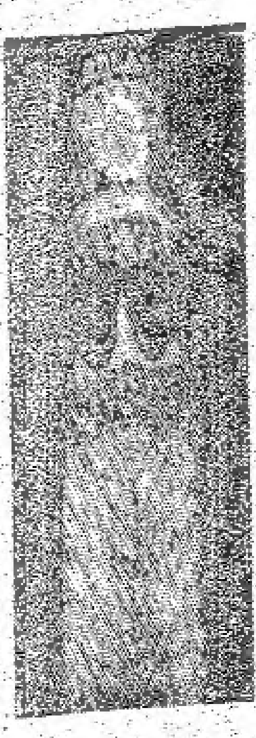

اہم اعلان

نیشنل فیڈریشن آف پاکستان کینیڈین اور پاکستان کینیڈا کلچرل ایسوسی ایشن کی جانب سے مشترکہ طور پر ۱۴ اپریل کو یوم پاکستان کی دلفریب تقریب منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ تقریب ملتوی کی جا رہی ہے

اقوال زریں

- جو شخص اپنے راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔ (حضرت عمرؓ)
- خاموشی بے ہودہ گفتگو سے بہتر ہے (ابن خلدون)
- خدا تعالے ہر طائر کو خوراک دیتا ہے مگر اس کے گھونسلے میں نہیں ڈالتا۔ (افلاطون)
- حقیقی خوب صورتی کا چشمہ دل ہے۔ اگر یہ پیاسا ہے تو چمکتی آنکھ کوئی کام نہیں دیتی (بو علی سینا)
- دنیا میں کسی کو جاہل نہ سمجھو ہر کسی سے کچھ نہ کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ (القرآن)
- وقت ضائع کرتے وقت اس بات کو پیش نظر رکھو کہ وقت تمہیں ضائع کر رہا ہے (ارسطو)
- آدمی میں بے شمار عیب ہونے کے باوجود بھی اگر اس میں ایک خوبی پائی جاتی ہو تو اس کے تمام عیب چھپ جاتے ہیں اور وہ ہے زبان پر قابو۔ (جعفر مکی)
- دنیا کو دریا کی طرح سخی، سورج کی طرح شفیق اور زمین کی طرح نرم ہونا چاہئیے۔ (حضرت عمرؓ)
- ہر انسان کی قیمت اس کی خوبیاں ہیں۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)
- دنیا میں وہی لوگ سربلند رہتے ہیں جو تکبر اور غرور سے دور ہیں۔
- بہی راحت غیر ضروری چیزیں چھوڑ دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ (حضرت عمرؓ)

مرسلہ: محمد رفیق قریشی

غزل

کب ہم نے کہا ہم سے محبت نہیں کرتے
یہ الگ بات ہے وہ عنایت نہیں کرتے

گر چہ وہ بچھڑنے کو سمجھتے ہیں قیامت
ملنا بھی گوارا کسی صورت نہیں کرتے

حق تیری عنایت کا ادا خاک کریں گے
جو لوگ کسی سے بھی محبت نہیں کرتے

آراستہ ہیں دار و رسن دم سے ہمارے
سچ کہتے ہیں ہم لوگ سیاست نہیں کرتے

ستار حقیقت کو نہیں سمجھے ابھی تک
وہ لوگ جو انساں کی عبادت نہیں کرتے

جاوید اقبال ستار۔

وادئ پوٹھوہار میں ایک خوبصورت بستی کا قیام

شالیمار ماڈل ٹاؤن

راولپنڈی میں واحد عظیم الشان رہائشی منصوبہ

جو ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب (پاکستان) سے بذریعہ لیٹر نمبر DG/H&PP/TPS/1072 بتاریخ 29 اکتوبر سنہ 1981ء منظور ہے

پلاٹ کی بکنگ و مزید معلومات کے لئے

UNION

ESTATE FIELD

Registered by the Government of Punjab (Pakistan)

ESTATE BROKERS - COLONY ORGANISER
INVESTMENT CONSULTANT

Opp. TALIAN SHAHAN
MURREE ROAD
RAWALPINDI

یونین اسٹیٹ فیلڈ

(حکومت پنجاب (پاکستان) سے باضابطہ منظور شدہ)

بالمقابل ٹالیاں شاہاں مری روڈ راولپنڈی

فون:- 74109 — 73731

نوٹ:- شالیمار ماڈل ٹاؤن میں پلاٹس کے خریدار حضرات سے کمیشن کی رقم نہیں لی جائے گی۔

شمالی امریکہ میں ہمارے واحد ایجنٹ

سعید سے رابطہ قائم کیجئے

فون نمبر 654-6699 ٹورانٹو

VISIT US FOR best quality

INDIAN GROCERIES, FRESH VEGETABLES,
NUTS, SPICES ETC.

Pippi's
Dixieland Market

1108 PHARMACY AVE. (AT LAWRENCE) SCARBOROUGH.

PHONE: 759-0473